بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلد ابو زید ضمیر کی کتاب ''جماعت اہلِ حدیث پر الزامات کا جائزہ'' کا دوٹوک جواب
اور نام نہاد اہلِ حدیث کے مصنوعی چہرے کو بے نقاب کرنے والی ایک تحقیقی دستاویز

حقیقت ہر نقاب زندگی سے رونما ہوگی
نظر کی قوتوں کو امتیازِ حق و باطل دے

فرقۂ اہلِ حدیث کے جرائم کا تحقیقی جائزہ

مؤلف
محمد ساجد علی رضوی مصباحی ناگوری
استاذ دار العلوم غوثیہ ضیاء القرآن۔ کرلا، ممبئی

ناشر
رضا دار المطالعہ دار العلوم غوثیہ ضیاء القرآن
کرلا، ممبئی ۷۰

فرقۂ اہلِ حدیث کے جرائم کا تحقیقی جائزہ

تعارف

کتاب	:	فرقۂ اہلِ حدیث کے جرائم کا تحقیقی جائزہ
تالیف	:	محمد ساجد علی رضوی مصباحی استاذ دار العلوم غوثیہ ضیاء القرآن۔ کرلا، ممبئی ۷۰ خطیب و امام سُنّی ہری مسجد، کرلا، ممبئی
تصویب	:	حضرت علامہ مفتی محمود اختر القادری صاحب قبلہ دام ظلہ صدر مفتی رضوی امجدی دار الافتا، قاضی شہر ممبئی
تخریج و نظر ثانی	:	حضرت علامہ محمد نعیم الحق رضوی ازہری استاذ ادب دار العلوم غوثیہ ضیاء القرآن، کرلا، ممبئی
کمپوزنگ	:	مولانا محمد کوثر ربانی رضوی، استاذ دار العلوم ہٰذا
پروف ریڈنگ	:	مولانا محمد فاروق رضوی، استاذ دار العلوم ہٰذا
سنِ اشاعت	:	۲۰۱۶ء مطابق ۱۴۳۸ھ
صفحات	:	456
تعداد	:	گیارہ سو
تقسیم کار	:	رضا دار المطالعہ، دار العلوم غوثیہ ضیاء القرآن، کرلا، ممبئی

اور ذاتِ اقدس ﷺ کی تعظیم وتکریم بجالاتی اور قرآن وسنت میں وارد آپ کے مقدس اسما سے آپ کا ذکر کرتی تو کوئی کیوں آپ کو محض بشر کہنے کے سبب کافر کہتا، مگر سارے کمالات کو چھوڑ کر بشر بشر کی رٹ لگانا، دل میں چھپے ہوئے عناد کا پتا نہیں دیتا؟ اور یہ وہی کافروں کا طریقہ نہیں ہے؟ یہ تو اب جا کر مجبوراً خیر البشر پر آمادہ ہوئے ہو وہ بھی نہ جانے کیوں؟ ورنہ تو کیا کچھ توہین آمیز کلمات اس بارگاہ اقدس میں آپ کے علما لکھ چکے ہیں کہ کافر بھی سنیں تو شرمائیں۔

علم غیب نبی ﷺ

نام نہاد اہلِ حدیث کا مطمحِ نظر وہ آیات یا احادیث ہیں جن سے بظاہر ان کی ناقص فہم میں تنقیصِ شانِ رسالت کا پہلو نکلتا ہو۔ اسی جذبہ فاسدہ کی رو میں بہہ کر قرآن وسنت کی من مانی تشریحات کر کے علم غیب نبی ﷺ پر اعتراض کرنا ان کا شیوہ رہا ہے۔ چنانچہ ابوزید نے لکھا:

> اہلِ حدیث یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو وقتاً فوقتاً ایسی باتیں بتائیں جو غیب میں سے تھیں۔ جنت، جہنم، زمین، آسمان، ماضی و مستقبل کی بہت سی خبریں جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے آپ کو بتائی گئیں۔ لیکن علم غیب اللہ تعالیٰ کی خصوصیات میں سے ہے لہٰذا اللہ کے ساتھ اس میں کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔ (ص:۲۴)

ناظرین دھوکہ نہ کھائیں! ابوزید نے نبی ﷺ کے لیے بہت سی غیبی خبروں کو تسلیم کیا یہ اہلِ حدیث کا عقیدہ نہیں ہے۔ اہلِ حدیث کا اصل مذہب وہ ہے جو تقویۃ الایمان اور فتاویٰ ثنائیہ وغیرہ میں لکھا ہے۔ لہٰذا پہلے علم غیب کے بارے میں اہلِ سنّت اور غیر مقلدین کا عقیدہ لکھا جاتا ہے۔

اہلِ سنت اور عقیدہ علم غیب

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی اکرم نور مجسم ﷺ کو تمام اشیاے کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ غائبہ کا علم عطا فرمایا ہے۔

(۲) ہم اہلِ سنّت و جماعت کے نزدیک رسول اکرم ﷺ کو اللہ کی عطا سے کثیر و وافر غیبوں کا علم ہے، یہ بھی ضروریات دین سے ہے، اس کا منکر کافر ہے۔

(۳) بلا شبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی نہیں، اس قدر ضروریات دین سے ہے اور منکر کافر۔

(۴) بلا شبہ غیر خدا کا علم معلوماتِ الٰہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، برابر ہونا درکنار، سارے اولین وآخرین کے علوم مل کر علوم الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو کروڑہا سمندروں سے ایک ذرا سے بوند کے کروڑویں حصے کو..... کہ یہ سب متناہی، اور علوم الٰہیہ غیر متناہی۔

(۵) علم ذاتی کہ اپنی ذات سے بے عطاے غیر ہو اور علم مطلق یعنی محیط حقیقی تفصیلی فعلی فراوانی کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو شامل ہو، یہ دونوں قسمیں بلا شبہ اللہ عزوجل کے لیے خاص ہیں، اور عطائی کہ اللہ عزوجل کا عطیہ ہو اور مطلق علم یعنی جاننا اگر محیط باحاطہ حقیقیہ نہ ہو، یہ دونوں قسمیں غیر خدا کے لیے ہیں۔

اہلِ حدیث اور عقیدۂ علم غیب نبی ﷺ

(۱) غیر مقلدین کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے مسئلہ علم غیب کے متعلق لکھا:

> ”اور جو کوئی کسی نبی ولی کو، یا جن وفرشتہ کو، امام و امام زادے کو، یا پیرو شہید کو، یا نجومی و رمال یا جفار یا فال دیکھنے والے کو، برہمن رشی کو یا بھوت و پری کو ایسا جانے یا اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے“ (تقویۃ الایمان،ص:۳۰،مکتبہ نعیمیہ،مئو)

اور لکھا ہے:

”پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے“۔

(تقویت الایمان، ص:۱۴، مکتبہ نعیمیہ، مئو)

(۲) اہلِ حدیث مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں:

”غیب سوائے اللہ وحدہ لاشریک کے کسی کو معلوم نہیں، اگر کوئی شخص کسی ولی یا نبی کی نسبت یہ اعتقاد رکھے تو وہ مشرک اور کافر ہو جاتا ہے۔“

(فتاویٰ ثنائیہ، ج:۱، ص:۲۶۱، ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور)

(۳) غیر مقلد ابو زید لکھتے ہیں:

”علم غیب اللہ تعالیٰ کی خصوصیات میں سے ہے، لہٰذا اللہ کے ساتھ اس میں کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا ہے۔“ (الزامات کا جائزہ، ص:۲۴)

”شریک نہیں کیا جا سکتا“ کا مطلب یہی کہ علم غیب نبی ﷺ ماننا شرک ہے۔ صاف طور پر شرک نہ کہہ کر ڈرتے ہوئے شرک کا مفہوم ادا کیا، کیونکہ اس سے پہلے جن غیر مقلدین نے علم غیب نبی ﷺ کو شرک کہا، ان کے دلائل کی بے وزنی جگ ظاہر ہے۔ اس لیے ابو زید نے واضح الفاظ میں اسے شرک کہنے سے پرہیز کیا اور پہلے علم غیب نبی ﷺ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

”اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو وقتاً فوقتاً ایسی باتیں بتائیں جو غیب میں سے تھیں“، مگر اتنا نہ سوچا کہ غیب میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا تو بہت سی غیبی باتوں کا علم نبی اکرم ﷺ کے لیے مان کر یہ شرک تو وہ خود کر چکے ہیں۔

غیب کا مفہوم

علم غیب کے بارے میں گفتگو کرنے سے قبل غیب کا مفہوم سمجھ لیا جائے۔

علامہ بیضاوی غیب کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”والمرادبه (ای بالغیب) الخفی الذی لا یدرکه الحس ولا تقتضیه بدیهة العقل.“

(تفسیر بیضاوی ج۱/ص:۳۸، دار احیاء التراث العربی)

یعنی غیب سے مراد وہ چیز ہے جس کا ادراک نہ تو حواس کر سکیں اور نہ وہ بداہتِ عقل کے دائرے میں آ سکے۔

غیب کے اس مفہوم سے آشکارا ہوا کہ حواس اور بداہت عقل کے دائرے کے باہر کی تمام چیزیں غیب ہیں۔ جیسے جنت جہنم وغیرہ اور نبی اکرم ﷺ نے ان امور کی خبریں ہمیں عطا کیں جیسا کہ ابو زید نے مرے دل سے اعتراف کیا کہ ”اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو وقتاً فوقتاً ایسی باتیں بتائیں جو غیب میں سے تھیں“۔ جب رب کی عطا سے حضور ﷺ کو غیب کی ان باتوں کا علم ہوا تو نام نہاد اہلِ حدیث یہ بتائیں کیا حضور ﷺ غیب میں اللہ کے شریک ہو گئے؟ اگر کہو ہاں! تو یہ شرک تو خود اہلِ حدیث نے بھی کیا ہے کہ وہ بھی اس غیب کے قائل ہیں، اور کہو نہیں! تو یہ جھوٹ ہے، کیونکہ اہلِ حدیث کا پیشوا صراحت کر چکا کہ غیب خواہ اپنی ذات سے حاصل ہو خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے“۔

ے جھوٹی باتیں چھوڑ دے اے ناسمجھ
راستی پر آ خدا کے واسطے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے استدلال کی حقیقت

ابو زید نے علم غیب نبی ﷺ کے بارے میں نام نہاد اہلِ حدیث کے غلط عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کا حوالہ دیا، یہ سراسر

مغالطہ اور فریب ہے۔ لکھتے ہیں:

> اس سلسلہ میں حضرت عائشہ ہی کا عقیدہ اور اسی کے ساتھ ان کا فتویٰ بھی سن لیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:
>
> "من زعم انه يخبر بما يكون فى غد فقد اعظم على الله الفرية والله يقول: (قل لا يعلم من فى السمٰوات والارض الغيب الا الله)
>
> جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ بتادیا کرتے تھے کہ آنے والے دن میں کیا چھپا ہے تو اس نے اللہ پر نہایت سنگین جھوٹ باندھا کیونکہ خود اللہ کا فرمان ہے:
>
> "قل لا يعلم من فى السمٰوات والارض الغيب الا الله"
>
> کہو آسمان و زمین میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔
>
> یہی عقیدہ جو حضرت عائشہ کا تھا وہی اہلِ حدیث کا ہے۔ اس عقیدہ کی بنیاد پر کیا کوئی مسلمان حضرت عائشہ کے عقیدہ کی صحت پر اعتراض کرنے کی ہمت کرسکتا ہے؟ اگر نہیں تو اہلِ حدیث اسی عقیدہ کے سبب کس بنا پر مجرم قرار دیے جاتے ہیں؟ مزید غور طلب بات یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنے عقیدہ کی تائید میں قرآن کریم کی آیت سے بھی استدلال کیا۔ لہٰذا اسے محض ان کی ذاتی رائے قرار دینا بھی غلط ہوگا۔ (ص:۲۵)

حدیث عائشہ کا تحقیقی جائزہ

آیئے! اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ کس کا عقیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے

عقیدے کے مطابق ہے۔ اہلِ سنّت و جماعت کا یا پھر نام نہاد اہلِ حدیث کا؟

اس سچائی کو جاننے کے لیے پچھلے صفحات میں مذکور اہلِ سنّت و جماعت اور اہلِ حدیث کا عقیدہ ذہن میں رکھیں۔

اہلِ سنّت کا عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو کثیر علوم غیبیہ عطا فرمائے اور بلا شبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی نہیں ہے۔ علم ذاتی اور علم مطلق یعنی محیط حقیقی بلا شبہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے لیے خاص ہیں۔

نام نہاد اہلِ حدیث کا عقیدہ: غیب کا علم اللہ کے سوا کسی اور کے لیے ماننا شرک ہے خواہ یہ سمجھے کہ علم غیب دوسروں کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عقیدہ کے بارے میں ابوزید نے یہ حدیث پیش کی:

"من زعم انه يخبر بما يكون فى غد فقد اعظم على الله الفرية"

اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد اگر یہ ہو کہ نبی ﷺ کے لیے رب کی عطا سے علم غیب ماننا بھی شرک ہے، تب تو اہلِ حدیث کا یہ دعویٰ صحیح ہوگا کہ ان کا عقیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عقیدہ کے مطابق ہے۔

اور اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہو کہ نبی ﷺ از خود علم غیب نہیں رکھتے مگر رب کی عطا سے غیب جانتے ہیں اور بعطائے الٰہی آپ کے لیے غیب کا علم ماننا شرک نہیں تو اہلِ سنّت کا عقیدہ درست اور حضرت عائشہ کے عقیدہ کے مطابق ہے۔

اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد جاننے کے لیے دو باتوں کی تحقیق ضروری ہے۔

(۱) جو آیت استدلال میں پیش کی ہے اس کی تفاسیر کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۲) خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث سے آپ کا عقیدہ معلوم کیا جائے۔

حدیث عائشہ تفاسیر کے آئینے میں

تفسیر نموذج میں اسی آیت کے تحت ہے:

"معناه لا يعلم الغيب بلا دليل الا الله او بلا معلم الا الله اوجميع الغيب الا الله."

(غرائب آی التنزیل معروف بہ تفسیر نموذج ص: ۳۸۳، دار عالم الکتب، ریاض)

یعنی اس آیت کا معنی یہ ہے کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے یا سارے غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی اس کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"ولعل الحق ان يقال: ان علم الغيب المنفى عن غيره جل و علا هو ما كان للشخص لذاته اى بلا و اسطة فى ثبوته له .... وما وقع للخواص، ليس من هذا العلم المنفى فى شئى، ضرورة انه من الواجب عزوجل افاضه عليهم بوجه من وجوه الافاضة"

(روح المعانی جلد: ۱۰ ص ۲۲۲، سورۂ نمل دار الکتب العلمیہ)

یعنی حق بات یہ ہے کہ غیر اللہ سے جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اسے خود بخود نہیں جان سکتا، اور خاص بندوں کو جو علم حاصل ہے، وہ علم نہیں جس کی آیت میں نفی کی گئی ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی فیض رسائی سے انہیں حاصل ہوا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنی فیض رسائی کے متعدد وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے انہیں مرحمت فرمایا ہے۔

علامہ موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں:

"و بالجملة علم الغيب بلاواسطة كلا او بعضا مخصوص بالله جلا و علا لا يعلمه احد من الخلق اصلا."

یعنی ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ علم غیب بلا واسطہ کلا اور بعضا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے، یعنی نہ سارا علم غیب بغیر اس کے بتائے کوئی جان سکتا ہے اور نہ بعض کوئی جان سکتا ہے۔ (تفسیر روح المعانی، ج ۱۰، ص: ۲۲۳، سورۂ نمل دار الکتب العلمیہ)

حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وغيره تعالىٰ لا يعلم الا باعلامه"

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جان سکتا مگر اس کے بتانے اور سکھانے سے۔

آخر میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قلت و يمكن ان يكون التقدير لا يعلم من فى السموت والارض الغيب بشئى الا بالله اى بتعليمه"

(تفسیر مظہری، سورۂ نمل، آیت: ۶۰، ج: ۷، ص: ۱۳۳۔۱۳۴، دار احیاء التراث العربی)

یعنی میں کہتا ہوں کہ تقدیری عبارت یوں ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور سکھائے بغیر غیب کو نہیں جان سکتی۔

فتاویٰ امام نووی میں ہے:

"مامعنى قوله تعالىٰ: قل لا يعلم من فى السمٰوات والارض الغيب الا الله...... و اشباه هذا من القراٰن والحديث مع انه قد وقع علم ما فى غد من معجزات الانبياء صلوٰت الله عليهم و سلامه و فى كرامات الاولياء رضى الله عنهم ؟ والجواب: معناه: لا يعلم

ذلك استقلا لا، وعلم احاطة بكل المعلومات الا الله،
واما المعجزات والكرامات فحصلت باعلا م الله
تعالىٰ للأنبياء والأولياء، لا استقلالا"

(فتاوی امام نووی، ص: ۲۴۱، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ)

آیت کریمہ **قل لا یعلم** (تم فرمادو! اللہ کے علاوہ زمین وآسمان کی کوئی مخلوق غیب نہیں جانتی) اور اس جیسی دوسری آیات واحادیث کا کیا معنی ہے؟ حالانکہ معجزات انبیا علیہم السلام اور کرامات اولیا میں غیر اللہ کے لیے آئندہ کے علم کا ثبوت ملتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ غیب کو مستقل (ذاتی) طور پر اور کل غیب اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا لیکن معجزات اور کرامات، اللہ کے بتانے سے حاصل ہوئے نہ کہ بالاستقلال۔

امام ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

"وماذكرناه فى الآية، صرح به النووى رحمه الله فى
فتاواه فقال: معناها: لايعلم ذلك استقلالاً وعلم
احاطة بكل المعلومات الاالله"

ہم نے آیت (کی تفسیر) میں جو ذکر کیا ہے، امام نووی نے اپنے فتاوی میں اس کی صراحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ غیب ذاتی اور کل غیب اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔

(فتاوی حدیثیہ، ص: ۳۱۳، دار المعرفۃ، بیروت)

اس آیت کی تفاسیر سے معلوم ہوا کہ مفسرین نے دو معنی بیان کیے ہیں:

(۱) غیب ذاتی کوئی نہیں جانتا۔

(۲) کُل غیب کوئی نہیں جانتا۔

الحمد للہ یہی عقیدہ اہلِ سنّت کا ہے کہ کل غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، اسی طرح ذاتی علم بھی صرف خدا کے لیے ہے۔ اور اہلِ حدیث تو نبی اکرم ﷺ کے لیے بعطاے

رب بھی غیب کے منکر ہیں، ملاحظہ ہو!

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔

(تقویت الایمان، ص: ۱۴، مکتبہ نعیمیہ، مئو)

حضرت عائشہ کی ایک اور روایت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علم غیب کی نفی میں ایک روایت ترمذی کی پیش کی جاتی ہے اس کی تشریحات سے بھی ان کے عقیدہ کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

" عن مسروق، قال: قالت عائشة: من أخبرك أن
محمدا ﷺ رأى ربه أو كتم شيئاً مما أمر به أو يعلم
الخمس التى قال الله تعالىٰ: ان الله عنده علم الساعة و
ينزل الغيث فقد اعظم الفرية."

جو شخص کہے کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، یا مامور بہ میں سے کچھ چھپایا ہے، یا ان (پانچ) علوم کو جانتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ ("ان اللہ عندہ علم الساعۃ آلایۃ) میں ذکر فرمایا ہے، تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا۔

(ترمذی شریف، باب تفسیر سورہ: والنجم، حدیث: ۳۲۷۸، ص/ ۱۲۶۳، دار المعرفۃ)

اس میں بھی مطلقا علم غیب کی نفی مراد نہیں بلکہ از خود جاننے کی نفی ہے، بتعلیم الٰہی جاننے کی نفی ہرگز نہیں۔ تفسیر عرائس القرآن میں ہے:

"ای لا یعلم الاولون والآخرون قبل اظهاره تعالىٰ ذلك لهم."

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے بتانے سے قبل اولین وآخرین میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول اور ان کی مستدل آیات کی تفاسیر سے اہلِ سنّت

کا عقیدہ علم غیب نبی ﷺ خوب واشگاف ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کسی کو غیب کا علم نہیں، مگر رب نے اپنے محبوبین کو یہ علم عطا فرمایا ہے۔حضرت عائشہ کا جو عقیدہ ہے وہ ہرگز اہلِ حدیث کا عقیدہ نہیں کہ اہلِ حدیث تو بعطائے الٰہی بھی نبی کے لیے علم غیب کو شرک قرار دیتے ہیں، ایک بار پھر اہلِ حدیث کے پیشوا کا عقیدہ پڑھ لیں۔

”پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے“۔

(تقویۃ الایمان، ص:۱۴، مکتبہ نعیمیہ، مئو)

اور اہلِ سنّت بعطائے الٰہی، اللہ کے مخصوص بندوں کے لیے غیب کا علم مانتے ہیں اور یہی عقیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

ان مسائل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار
یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

حضرت عائشہ کا عقیدہ قرآن کی روشنی میں

قرآن مقدس کے کلام الٰہی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس میں اختلاف نہیں پایا جاتا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا“

(سورہ: نساء، آیت: ۸۲)

یہ اگر اللہ تعالیٰ کا کلام نہ ہوتا تو تم اس میں جگہ جگہ پر اختلاف اور تضاد پاتے:

اب اگر اس آیت کریمہ کا وہ معنی کیا جائے جو اہلِ حدیث نے سمجھا کہ نبی ﷺ ربّ کے بتانے سے بھی غیب نہیں جانتے تو یہ معنی قرآن مقدس کی ان آیات کریمہ کے خلاف ہوگا جن سے حضور اکرم ﷺ کا اُمورِ غیبیہ پر مطلع ہونا ثابت ہے، وہ آیات یہ ہیں۔

(۱) ”وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ

من یشاء“ (سورہ اٰل عمران، آیت:۱۷۹)

اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے، ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

(۲) ”وماھو علی الغیب بضنین“ (سورہ: تکویر، آیت:۲۴)

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(۳) ”عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول.“ (سورہ: جن، آیت:۲۶۔۲۷)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۴) ”ذلك من انباء الغیب نوحیہ الیك“ (سورہ اٰل عمران، آیت:۴۴)

یہ غیب کی خبریں ہیں ہم مخفی طور پر تم کو بتاتے ہیں۔

(۵) ”وعلمك مالم تکن تعلم“ (سورہ: نساء، آیت:۱۱۳)

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

ان آیات کریمہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ:

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیا کو علم غیب عطا فرمایا۔

☆ اللہ کے نبی ﷺ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف غیب کی خبریں وحی فرمائی۔

ایک طرف وہ آیات کریمہ جن سے بظاہر علم غیب کی نفی سمجھی جاتی ہے اور دوسری طرف یہ مذکورہ آیات، جن میں بعض محبوب بندوں کو علم غیب پر مطلع کرنے کا ذکر ہے۔اب تین ہی راستے ہیں:

(۱) علم غیب کی نفی والی آیات پر ایمان لاؤ اور علم غیب کے ثبوت کی آیات سے کفر

کروتب قطعاً کافر ہوئے کہ قرآن عظیم کی کسی آیت بلکہ کسی حرف کا منکر قطعاً کافر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"افتؤ منون ببعض الکتٰب و تکفرون ببعض فما جزاء
من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوۃ الدنیا و یوم
القیٰمۃ یردون الی اشد العذاب" (سورہ:بقرہ،آیت:۸۵)

توکیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے۔

(۲) یا معاذ اللہ ان دونوں قسم کی آیات کریمہ میں تناقض مانو۔

اگر ایسا کہا تو معاذ اللہ قرآن عظیم کے کتاب الٰہی ہونے انکار ہوگا۔فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"لو کان من عندغیر اللہ لو جد وافیہ اختلافا کثیرا"

(سورہ:نساء،آیت:۸۲)

اگر یہ کتاب غیر خدا کی ہوتی تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

(۳) علم غیب کی نفی اور اثبات دونوں قسم کی آیات پر ایمان لاؤ اور دونوں میں مطابقت دو۔بحمدہ تعالیٰ اہلِ سنّت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے اور حق و صحیح ہے
نفی کی آیات کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ذاتی علم غیب نہیں، جو شخص غیر خدا کے لیے بالذات علم غیب مانے وہ یقیناً کافر ہے۔
اثبات علم غیب کی نصوص کا مفاد یہ ہے کہ محبوبان خدا کو اللہ کے دیئے سے علم غیب ہے، الحمدللہ اس پر بھی ہمارا ایمان ہے، جو حضور اکرم ﷺ کے بالعطاء علم غیب کا منکر ہو وہ ان اثبات والی آیات کا منکر اور کافر ہے۔رب تعالیٰ نے اہل ایمان کی شان بیان فرمائی"

تو منون بالکتٰب کلہ "اور تم سب کتاب پر ایمان لاتے ہو۔اور اہلِ حدیث آیات نفی پر تو ایمان لاتے ہیں مگر آیات اثبات کو نہیں مانتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ متصور ہی نہیں کہ وہ قرآن کی کسی آیت کا انکار کریں یا قرآن میں تناقض مانیں، اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا علم غیب ذاتی کی نفی مراد لیتی ہیں نہ کہ علم غیب عطائی کی۔

حضرت عائشہ کا عقیدہ اور آپ کی مرویات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول "کہ جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں یہ کہے کہ آپ آنے والے دن میں کیا ہوگا یہ بتا دیتے، اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا" اس سے مراد مطلقاً جاننے کی نفی ہے یا بے عطائے الٰہی جاننے کی نفی ہے اس حقیقت کا انکشاف خود ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث سے ہوتا ہے۔

(۱) "عن عائشة (رضی الله عنها) قالت: اجتمع نساء النبی ﷺ فلم یغادر منهن امرأة، فجاء ت فاطمة تمشی كان مشیتها مشیة رسول الله ﷺ، فقال: مرحبا با بنتی فاجلسها عن یمینه او عن شماله، ثم اِنَّهٗ اسر الیها حدیثا فبكت فاطمة رضوان الله علیها، ثم انه سارها فضحكت ایضا، فقلت لها: مایبكیك؟ فقالت: ماكنت لافشی سر رسول الله ﷺ، فقلت: مارایت كالیوم فرحا اقرب من حزن، فقلت لها حین بكت: اخصك رسول الله ﷺ بحدیثه دوننا، ثم تبكین؟ و سالتها عما قال فقالت: ماكنت لافشی سر رسول الله ﷺ، حتی اذا قبض سالتها فقالت: انه كان حَدَّثَنِی ان جبریل كان یعارضه بالقرآن كل عام مرة، و انه عارضه بهٖ فی العام مرتین، ولا أرانی الاقد حضر اجلی، وانك اول أهلی لحوقًابی، ونعم السلف أنالك، فبكیت لذلك، ثم انه سارنی، فقال:

الا تر ضين ان تكونى سيدة نساء المو منين، اوسيدة نساء هذه الا مة فضحكت لذلك" (مسلم شریف، کتاب الفضائل، حدیث:۲۴۵۰، ص/۷۴۴، دارالکوثر، قاہرہ)

یہ حدیث الفاظ کے تغیر وتبدل کے ساتھ، بخاری، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی موجود ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج آپ کے پاس جمع تھیں اور کوئی بھی باقی نہ تھی، اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں جن کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے کے مشابہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مرحبا میری بیٹی! اور ان کو دائیں یا بائیں جانب بٹھایا، پھر سرگوشی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کوئی بات کی جسے سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں۔ پھر دوبارہ سرگوشی کی جس سے وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہا کس وجہ سے روئیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز افشا نہیں کروں گی۔

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے کہا: میں نے آج کی طرح کوئی خوشی، غم سے اتنی قریب نہیں دیکھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے پھر پوچھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ جبریل (علیہ السلام) مجھ سے ہر سال ایک بار قرآنِ مجید کا دور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھ سے دوبار قرآن مجید کا دور کیا ہے، میرا یہی گمان ہے کہ اب میرا وقت (قریب) آگیا ہے، میرے اہل میں سب سے پہلے تم میرے ساتھ لاحق ہو گی اور میں تمہارے لیے بہترین پیش رو ہوں، بس میں رونے لگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرگوشی کی اور فرمایا: کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو، میں اس وجہ سے ہنسی تھی۔

اس حدیث پاک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے دنوں کی غیبی خبر دیتے

ہوئے بتایا کہ میرے اہل میں سب سے پہلے فاطمہ کا انتقال ہو گا۔ اس روایت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ حضرت عائشہ اگر عطائی علم غیب کو نہ مانتیں تو اس حدیث کو روایت نہ کرتیں۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عقیدہ کو اجاگر کرتی ایک اور حدیث:

عن عائشة رضى الله عنهاان بعض ازواج النبى صلى الله تعالى عليه وسلم، قلن للنبى صلى الله تعالى عليه وسلم: اينا اسرع بك لحوقا؟ قال اطو لكن يدا، فاخذوا قصبة يذر عونها، فكانت سودة اطولهن يدا، فعلمنا بعد انما كانت طول يدها الصدقة، وكانت اسر عنا لحو قابه صلى الله تعالى عليه وسلم، وكانت تحب الصدقة.

(بخاری شریف، کتاب الزکاۃ، باب الصدقہ، حدیث:۱۴۲۰، ص/۱۷۹، دارالکوثر قاھرہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض ازواجِ مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم میں کونسی بیوی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آخرت میں سب سے پہلے ملاقات ہو گی؟ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں۔ یہ سن کر امہات المومنین نے ایک دوسرے کے ہاتھ ناپے تو پتہ چلا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں لیکن بعد کے واقعات نے بتایا کہ لمبے ہاتھ سے مراد صدقہ دینے میں زیادتی تھی اور ہم میں سب سے پہلے انتقال کرنے والی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں جو صدقہ دینے کو بہت محبوب رکھتی تھیں۔

ناظرین دیکھیں! ام المومنین رضی اللہ عنہا خود ہی روایت بیان کر رہی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے دنوں کی غیبی خبر دی اور بتادیا کہ سب سے پہلے کس زوجہ محترمہ کا انتقال ہو گا۔ اب کون عقل مند کہے گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعطاے الٰہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غیب نہیں مانتی تھیں۔

(۳) ام المومنین رضی اللہ عنہا کے عقیدہ کا یہ منہ بولتا ثبوت دیکھیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

ان ابابکر الصدیق رضی الله عنه کان نحلها جاد عشرين و سقا من ماله بالغابة. فلما حضرته الوفاة، قال: والله يابنية مامن الناس احد احب الی غنی بعدی منك.ولا اعز علی فقرا بعدی منك.وانی کنت نحلتك جاد عشرين وسقا. فلو کنت جددتيه واحتزتيه کان لك. وانما هو اليوم مال وارث. وانماهما اخواك واختاك فاقتسموه علی کتاب الله.قالت عائشة: فقلت: ياابت، والله لوكان كذا وكذا لتركته. انما هی اسماء فمن الاخری؟ قال ذو بطن بنت خارجة، اراها جارية.

(موطا امام مالک، حدیث:۳۹، ج:۲ ص:۷۵۱، دار احیاء التراث العربی)

بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غابہ میں انہیں کھجور کے چند درخت ہبہ کیے جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں جب ان کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا: اے میری بیٹی دوسرا کوئی نہیں جس کا اپنے بعد غنی ہونا مجھے تم سے زیادہ پسند ہو اور اپنے بعد مجھے کسی کی مفلسی تمہاری مفلسی سے زیادہ گراں نہیں۔ میں نے تمہیں کچھ درخت دیے تھے جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں، اگر تم نے ان پر قبضہ کیا ہوتا تو تمہارے ہو جاتے۔ اب وہ میراث کا مال ہے اور تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، پس سارے مال کو اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوئی: ابا جان! مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہوتا میں چھوڑ دیتی لیکن میری بہن تو صرف حضرت اسماء ہیں دوسری کون ہے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور

میرے خیال میں وہ لڑکی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے عطائی علم غیب کا انکار کیسے کر سکتی ہیں، وہ تو اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بھی تسلیم کرتی ہیں، اگر عطائی علم غیب کا عقیدہ نہیں ہوتا تو حضرت ابوبکر پر بھی اعتراض کرتیں کہ آپ کا غیب پر اطلاع دینا قرآن وسنت کی رو سے درست نہیں ہے۔ مگر ام المومنین نے ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ اس غیبی خبر کو روایت کر کے اپنا عقیدہ بتا دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ان تینوں مرویات میں آئندہ کی خبر کا بیان ہے۔ اگر حضرت عائشہ بعطاے الٰہی بھی علم غیب کا عقیدہ نہیں رکھیں تو کیا (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا۔ ہرگز نہیں! حضرت عائشہ کا ان غیبی خبروں کو روایت کرنا اس بات کا پتا دیتا ہے کہ بعطائے الٰہی غیب کا علم نبی ﷺ کے لیے ماننا درست اور حق ہے۔ اور اہلِ حدیث رب کی عطا سے بھی نبی ﷺ کے لیے علم غیب نہیں مانتے، ان کا عقیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عقیدہ کے مطابق نہیں ہے۔

کیا نبی کل کی بات نہیں جانتے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہ عقیدہ منسوب کرنا کہ آپ آنے والے کل کی خبروں کا علم نبی ﷺ کے لیے نہیں مانتی تھیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ جیسی عالمہ فقیہہ، جن کے سامنے غیبی خبروں پر مشتمل احادیث موجود ہوں اور انکار کریں۔ مثلاً یہ حدیثیں:

(۱) عن سلمة قال کان علیّ قد تخلف عن النبی ﷺ فی خیبر، وکان به رمد، فقال: انا اتخلف عن رسول الله ﷺ، فخرج علی رضی الله عنه فلحق بالنبی ﷺ، فلما کان مساء اللیلة التی فتحها الله فی صباحها،

قال رسول اللہ ﷺ: لاعطین الرایۃ، اولیا خذن الرایۃ غدا رجلا یحبہ اللہ ورسولہ، اوقال: یحب اللہ ورسولہ، یفتح اللہ علیہ، فاذا نحن بعلی وما نرجوہ، فقالوا: ھذا علی فاعطاہ رسول اللہ ﷺ الرایۃ ففتح اللہ علیہ.

(بخاری شریف، کتاب المغازی، حدیث: ۴۲۰۹، ص ۷۲۴، دارالکوثر قاہرہ)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر میں آشوبِ چشم کی وجہ سے حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ دل میں خیال آیا کہ میں حضور ﷺ سے پیچھے رہ جاؤں گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نکلے اور حضور ﷺ سے جا ملے پھر وہ رات آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح عطا فرمائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا یا جھنڈا وہ شخص پکڑے گا، جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں، یا فرمایا کہ وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب غزوۂ بدر کے لیے میدان میں تشریف لائے تو جنگ سے ایک دن پہلے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

"ھٰذا مصرع فلان، قال : و یضع یدہ علی الارض
"ھھنا و ھھنا" قال: فماما ط احد ھم عن موضع ید
رسول اللہ ﷺ."

(مسلم شریف، کتاب الجہاد، باب غزوۂ بدر، حدیث: ۱۷۸۰، ص ۵۵۲، دارالکوثر، قاہرہ)

یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے اور اپنے دست اقدس کو زمین پر رکھ کر نشاندہی فرماتے تھے، (راوی کا بیان ہے کہ) مقتولین میں کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ادھر ادھر ہو کر نہیں مرا۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ملاحظہ کریں۔

نبی یری مالا یری الناس حولہ و یتلو کتاب اللہ فی کل مشھد
فان قال فی یوم مقالۃ غائب فتصد یقھافی الیوم اوفی ضحی غد

(طبرانی معجم کبیر، ج: ۴، ص ۴۸، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ)

حضور اکرم ﷺ اپنے اردگرد کی وہ چیزیں بھی دیکھتے ہیں جو لوگوں کو نظر نہیں آتیں، اور آپ ہر موقع پر کتاب اللہ کی پیروی کرتے ہیں۔ اگر کسی دن کوئی غیب کی بات فرماتے ہیں تو اس کی تصدیق اسی دن یا دوسری صبح ہی کو سامنے آجاتی ہے۔

حضرت حسان سے اس کو سن کر رسول ﷺ کا انکار نہ فرمانا صحت پر دال ہے۔ اگر یہ مضمون صحیح نہ ہوتا اور ابوزید کے مزعوم کے مطابق شرک ہے تو حضور ﷺ نے سن کر منع کیوں نہیں فرمایا۔

ذرا انصاف کا دامن تھام کر احادیث کو ایک بار پڑھ کر فیصلہ کیجیے! کیا آنے والے کل میں چھپی ہوئی باتیں حضور اقدس ﷺ نے نہیں بتائیں! بتائیں اور ضرور بتائیں اور سچ فرمایا۔ اب اس کے بعد بھی وہی مرغی کی ایک ٹانگ کی رٹ، دل میں چھپی عداوت رسول اللہ ﷺ کا صاف پتا دیتی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً وہابی کی وبا سے

عقیدہ عائشہ اور احادیثِ نبویہ

ابوزید کے فریب کا دروازہ مکمل بند کرنے کے لیے چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے نبی اکرم ﷺ کے علم غیب کا بھی پتا لگتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدۂ علم غیب خوب واضح ہو جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(۱) ان النبی ﷺ خرج حین زاغت الشمس،فصلی الظهر،فلما سلم قام علی المنبر، فذکر الساعة و ذکر ان بین ید یها امورا عظاما،ثم قال: من احب ان یسأل عن شئی فلیسأل عنه فوا الله لاتسالونی عن شئی الا أخبر تکم به مادمت فی مقامی هذا.قال انس :فأکثر الناس البکاء،و اکثر رسول الله ﷺ ان یقول : سلونی،فقال انس :فقام الیه رجل فقال: این مدخلی یا رسول الله ﷺ؟قال: النار.فقام عبد الله بن حذافة فقال: من أبی یا رسول الله ؟ قال: ابوك حذافة،قال:ثم اکثر ان یقول :سلونی سلونی، فبرك عمر علی رکبتیه فقال :رضینا بالله ر با و بالا سلام دینا و بمحمد ﷺ رسو لا.قال:فسکت رسول الله ﷺ. حین قال عمر ذلك، ثم قال رسول الله ﷺ :والذی نفسی بیده عر ضت علی الجنة والنار آنفافی عرض هذا الحائط وانا اصلی،فلم ار کالیوم فی الخیر والشر.

(بخاری،حدیث:۷۲۹۴،ص:۸۹۰،دارالکوثر،قاھرہ)

’’ایک موقع پر جب آفتاب ڈھلا تو حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اورظہر کی نماز پڑھائی، پھر سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات وحادثات ہیں، پھر فرمایا: جو شخص کسی بھی نوعیت کی کوئی بات پوچھنا چاہتا ہے تو وہ پوچھے،خدا کی قسم! میں جب تک یہاں کھڑا ہوں تم جو بھی پوچھو گے اس کا جواب دوں گا۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے زاروقطار رونا شروع کر دیا۔حضور نبی اکرم ﷺ جلال کے سبب بار بار یہ اعلان فرماتے تھے کہ کوئی سوال کرو مجھ سے پوچھ لو،حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میرا ٹھکانا کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

دوزخ۔ پھر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حذافہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے کہ مجھ سے پوچھو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض گزار ہوئے۔ ہم اللہ کے ربّ ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ گزارش کی تو حضور ﷺ خاموش ہوگئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ابھی ابھی اس دیوار کے سامنے مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئیں جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا، تو آج کی طرح میں نے خیر وشر کو کبھی نہیں دیکھا۔

(۲) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”قام فینا النبی ﷺ مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منا زلهم حفظ ذلك من حفظه و نسیه من نسیه“

(بخاری، کتاب بدء الخلق، حدیث:۳۱۹۲ص/۴۰۲،دارالکوثر، قاھرہ)

ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے اور ہمیں ابتدائے خلق سے لے کر روزِ قیامت اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہوجانے تک سب کچھ بتادیا۔ تو اس بیان کو جس نے جس قدر یاد رکھا اسے یاد رہا اور جس نے جو کچھ بھلا دیا بھول گیا۔

اس حدیث سے یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ترین پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو ماضی اور مستقبل کے تمام احوال وواقعات کی اطلاع فرمائی، اور یہی آپ ﷺ کی شانِ نبوت کا خاصہ ہے۔

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں:

”فیہ د لا لۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا الی انتھائھا“

(عمدۃ القاری، ج:۵،ص:۱۱۰، دارالفکر، بیروت)

”یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے سارے حالات ازابتدا تا انتہا کی خبر دے دی“۔

(۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

”قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما، ما ترک شئیا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الاحدث بہ حفظہ من حفظہ و نسیہ من نسیہ“

(مسلم، کتاب الفتن، باب اخبار النبی ﷺ ......، حدیث: ۲۸۹۱، ص/ ۸۶۶، دار الکوثر، قاھرہ)

ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور اس وقت سے لے کر قیامت تک کی کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی، جس کو آپ ﷺ نے بیان نہ فرمایا ہو۔جس نے اسے جس قدر یاد رکھا یاد رہا اور جو اسے بھول گیا سو بھول گیا۔

(۴) ایک اور مقام پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

”اخبرنی رسول اللہ ﷺ بما ھو کا ئن الی ان تقوم الساعۃ فما منہ شئی الا قد سألتہ الا انی لم اسالہ مایخرج اھل المدینۃ من المدینۃ.“

(مسلم، کتاب الفتن، باب اخبار النبی ﷺ......، حدیث:۲۸۹۱ ص/۸۶۶، دارالکوثر، قاھرہ)

حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے قیامت تک رونما ہونے والی ہر ایک بات بتادی۔

اور کوئی ایسی بات نہ رہی جسے میں نے آپ ﷺ سے نہ پوچھا ہو البتہ میں نے یہ نہ پوچھا کہ اہلِ مدینہ کو کونسی چیز مدینہ سے نکالے گی۔

(۵) حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”صلیٰ بنا رسول اللہ ﷺ الفجر، و صعد المنبر، فخطبنا حتی حضرت الظھر،فنزل فصلی، ثم صعد المنبر، فخطبنا حتی حضرت العصر، ثم نزل فصلی، ثم صعد المنبر فخطبنا،حتی غربت الشمس،فاخبر نا بما کان وبما ھو کائن. فاعلمنا احفظنا.

(مسلم، کتاب الفتن، باب اخبار النبی ﷺ......، حدیث: ۲۸۹۲، ص/ ۸۶۶، دارالکوثر قاہرہ)

حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز فجر میں ہماری امامت فرمائی، بعدازاں منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا، پھر آپ ﷺ نیچے تشریف لے آئے اور نماز پڑھائی، بعدازاں پھر منبر پر تشریف لائے اور ہمیں خطاب فرمایا حتی کہ عصر کا وقت ہو گیا، پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ پس آپ ﷺ نے ہمیں ہر اس بات کی خبر دے دی جو آج تک وقوع پذیر ہو چکی تھی اور قیامت تک ہونے والی تھی۔ ہم میں زیادہ جاننے والا وہی ہے جو سب سے زیادہ حافظہ والا تھا۔

اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سارے واقعات کو جو آپ سے پہلے ہو چکے تھے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا بیان فرمادیا۔صحابہ کرام کے ”فاعلمنا احفظنا“ کہنے سے علم کا معیار ثابت ہو گیا، گویا ان کا یہ کہنا مقصود تھا کہ ہمارے علم کا حضور نبی اکرم ﷺ کے سوا کوئی سرچشمہ اور مبدا نہیں جو کچھ ملا ہے بارگاہ مصطفی ﷺ سے ملا ہے، پس جس نے جتنا یاد رکھا وہ اتنا بڑا عالم ہو گیا، اور جس نے جتنا

بھلا دیا اتنا ناقص ہوگیا۔

(۶) مواہب لدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر مروی ہے:

"قال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا و الی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی ھٰذہ"

(مواھب لدنیہ، ج: ۳، ص ر ۹۵، دارالکتب العلمیہ، معجم کبیر، حدیث: ۱۴۱۱۲)

بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے ظاہر فرمادی، میں دنیا اور قیامت تک اس میں ہونے والے واقعات کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

(۷) علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں:

" ان اللہ قد رفع ای اظھر و کشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع مافیھا فانا انظر الیھا و الی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمة، کانما انظر الی کفی ھذہ، اشارة الی انه نظر حقیقة، دفع به احتمال انه ار ید النظر العلم"۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میرے سامنے اس طرح ظاہر فرمادیا کہ میں نے اس کی تمام چیزوں کا احاطہ کرلیا، چنانچہ میں دنیا اور اس میں قیامت تک ہونے والے تمام امور کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی یہ ہتھیلی۔"

(حضور ﷺ کا یہ ارشاد) اس بات کا اشارہ دے رہا ہے کہ حدیث میں نظر سے حقیقتاً دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی مجازی۔

(شرح الزرقانی، ج ۱۰، ص ر ۱۲۳، دارالکتب العلمیہ)

مسند احمد ابن حنبل کی یہ حدیث بھی دیدۂ عبرت سے پڑھیے:

عن ابی ھر یرة قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منھا

شاة فطلبه الراعی حتی انتزعھا منه، قال: فصعد الذئب علی تل، فأقعی و استذ فر، فقال: عمدت الی رزق رزقنیه اللہ عزوجل انتزعته منی. فقال الرجل: تاللہ ان رأیت کالیوم ذئباً یتکلم، فقال الذئب: اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضی وبما ھو کائن بعدکم، وکان الرجل یھودیا فجاء الرجل الی النبی ﷺ فاسلم و خبرہ فصدقه النبی ﷺ.

(مسند احمد ابن حنبل، مسند ابوھریرہ، ج ۴، حدیث: ۸۲۸۴، ص ر ۲۴۰۔ ۲۴۱، دارالکتب العلمیہ)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بکریوں کے ایک چرواہے کے پاس ایک بھیڑیا آیا اور ایک بکری اٹھالے گیا، چرواہا اس کے پیچھے دوڑا اور بکری چھین لیا، راوی کا بیان ہے کہ اس بھیڑیے نے ایک ٹیلہ پر اگلے پاؤں کے بل بیٹھ کر ایک آواز لگائی اور بولا: اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق دیا تھا اور تو نے مجھ سے وہ رزق چھین لیا، چرواہا بولا: بخدا آج کی طرح میں نے بھیڑیے کو کلام کرتے نہیں دیکھا، اس پر بھیڑیے نے کہا: اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ حرتین کے درمیان کھجور کی بستیوں (مدینہ) میں ایک شخص تمہیں گذشتہ اور بعد میں ہونے والے واقعات کی خبر دیتا ہے۔ وہ شخص (چرواہا) یہودی تھا، چنانچہ بارگاہِ رسالت مآب میں آکر مسلمان ہوا اور سارا معاملہ حضور ﷺ کو بتایا۔ تو آپ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

یہ روایات بانگ دہل اعلان کررہی ہیں کہ:

☆ حضور اقدس ﷺ کو قیامت تک کے حالات کا علم ہے۔

☆ ابتدائے آفرینش سے دخول جنت اور دخول نار تک کے واقعات جانتے ہیں۔

☆ قیامت تک کے احوال مثل کف دست آپ کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔

☆ جو ہو چکا اور جو ہو گا اس کا علم بھی آپ رکھتے ہیں۔

یہ سب آنے والے ایام کی غیبی خبریں ہیں، ان احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ کرام کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ آنے والے کل کی خبریں جانتے ہیں، اور یہی عقیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے، اور یہی عقیدہ اہلِ سنّت و جماعت کا ہے۔

یہ بھی واضح ہو گیا کہ جو عقیدہ حضرت عائشہ کا ہے وہ اہلِ حدیث کا عقیدہ نہیں ہے، اسی وجہ سے اہلِ حدیث مجرم قرار دیے جاتے ہیں، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ قرآن وسنت کے دلائل سے مزین ہے۔ اور جو شخص قرآن وسنت سے ثابت شدہ عقیدہ سے انحراف کرے وہ یقیناً مجرم ہے۔

اور جو عقیدہ صحابہ، تابعین، محدثین، مفسرین اور ائمہ دین کا ہے وہی اہلِ سنّت و جماعت کا ہے۔ کیا کوئی مسلمان ان نفوس قدسیہ کے عقیدہ کی صحت پر اعتراض کرنے کی ہمت کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا اس عقیدہ کی بنیاد پر اہلِ سنّت پر اعتراض کرنا اور انہیں مشرک قرار دینا نام نہاد اہلِ حدیث کا خبط وجنون ہے۔

شرم نبی خوف خدا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

توسّل اور وسیلہ

آغازِ اسلام سے اب تک ہر زمانہ میں انبیاے کرام اور صالحین کا وسیلہ لینا امت مسلمہ کا دستور رہا ہے۔ اور قرآن وسنت کے نصوص، اس کے ثبوت سے مالا مال ہیں، سب سے پہلے امت کے اس اجماعی موقف سے ابن تیمیہ نے انکار کیا اور اس دور میں غیر مقلدین اس کی اندھی تقلید شخصی کرتے ہوئے شدت سے اس کا انکار کرتے ہیں۔ ابوزید نے بھی ابن تیمیہ وغیرہ کی تقلید کے تانے بانے میں الجھ کر وسیلہ کے انکار پر یہ حدیث پیش کی!

"ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه كان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب فقال: اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا، قال: فيسقون".

اس کے بعد لکھا:

حضرت عمر کے جملہ پر غور کریں کہ "اے اللہ پہلے ہم اپنے نبی کا وسیلہ اختیار کرتے تھے" یعنی نبی کی دعا کا وسیلہ نہ کہ آپ کی ذات وشخصیت کا وسیلہ۔ (ص:۲۶)

یہاں ابوزید نے کذب وافترا سے کام لیا۔ کذب اس لیے کہ مذکورہ روایت میں "بنبینا" ہے نہ کہ "بدعاء نبینا" اپنے فاسد عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے بنبینا کا معنی "بدعاء نبینا" کرنا تحریف اور کذب ہے۔ اور افترا یہ ہے کہ اپنی مراد کو "یعنی" لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد قرار دیا جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ مراد ہرگز نہیں، جب صاف طور پر یہ عرض کیا "اے اللہ! ہم اپنے نبی کا وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کرتے رہے" ابوزید نے کذب وافترا کی چادر اوڑھ کر کمال بے حیائی کے ساتھ اس کا معنی یہ لکھ دیا کہ یہ نبی کی ذات وشخصیت کا وسیلہ نہیں ہے بلکہ آپ کی دعا کا وسیلہ ہے۔

لائے یقین کون تیرے قول وفعل کا
گفتار تیری جھوٹ ہے سب کاروبار جھوٹ

حضرت عمر کی مکمل روایت

ابوزید نے استسقا (بارش کی دعا) کے سلسلہ میں جو روایت نقل کی اس پورے واقعہ کو اگر دیکھ لیا جائے تو ابوزید کے فریب کا پردہ از خود چاک ہو جائے گا، چنانچہ استیعاب از